

رسائل و مسائل

اعضا کے عطیے کی مہم

سوال: آج کل الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ وہ فوت ہونے سے قبل اس بات کی وصیت کر دیں کہ ان کے اعضاے جسمانی انسانیت کی فلاح کے لیے وقف ہیں اور ان کے انتقال کے بعد ان کو نکال لینے کی مکمل اجازت ہے۔ اس عمل کو آرگن ڈونیشن کا نام دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا شریعت کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: عمومی انداز میں لوگوں کو اپنی وفات کے بعد اپنے اعضا عطیہ کرنے اور نکال دینے کی دعوت و ترغیب دینا درست نہیں ہے، اسے ختم کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس طرح کی تشہیر کے نتیجے میں انسانی اعضا کی تجارت اور کاروبار کا سلسلہ بھی شروع ہو سکتا ہے جس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ انسانی اعضا کا عطیہ اور پیوند کاری کو مفتی محمد شفیع اور مولانا یوسف بنوریؒ کی سربراہی میں علمائے نا جائز قرار دیا ہے۔ مفکر اسلام مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی بھی یہی رائے تھی۔ احادیث سے احترام انسانیت کی جو ہدایت ملتی ہے، اس کا بھی یہی تقاضا ہے لیکن سعودی عرب، الجزائر، ملیشیا اور پاکستان کے بعض علماء، جن میں شیخ القرآن مولانا گوہر رحمن بھی شامل ہیں، اضطراری حالت میں اسے جائز سمجھتے ہیں لیکن اس کے لیے چھ شرائط کی پابندی لازمی ہے۔ ان کے بغیر انسانی جسم کی چیر پھاڑ اور اعضا کی منتقلی نہیں کی جاسکتی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

۱- مریض کی موت یا اس کے کسی عضو کے ضائع ہو جانے کا شدید خطرہ ہو۔

ب- ماہرین کی رائے یہ ہو کہ انسانی عضو کی پیوند کاری سے مریض کے شفا یاب ہونے کی

قوی امید ہے اور اس عمل کی کامیابی کا غالب گمان ہے۔

ج۔ جس شخص کی لاش سے کوئی عضو لیا جائے، اس کے بارے میں قوی یقین ہو کہ وہ مر گیا ہے اور اس کے جسم میں زندگی کی کوئی رتق باقی نہیں رہی۔

د۔ اگر زندہ شخص کا کوئی عضو، مثلاً گردہ لیا جا رہا ہو تو اس صورت میں، جب کہ یہ یقین یا غالب گمان ہو کہ اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہ اپنی خوشی سے یہ عطیہ دے رہا ہو۔

ه۔ میت کے شرعی وارثوں نے اس کا کوئی عضو لینے کی اجازت دے دی ہو، اس لیے کہ وہ اس کی تدفین و تجہیز کے شرعاً ذمہ دار ہیں۔ اگر میت لاوارث ہو تو علاقے کا قاضی اس کا وارث ہے جس کی اجازت پر عضو لیا جاسکتا ہے (وصیت کی صورت میں بھی اجازت ہے)۔

و۔ اس بات کا اطمینان حاصل کر لیا گیا ہو کہ اعضا کی پیوند کاری کا یہ عمل انسانی اعضا کے کاروبار کا ذریعہ ثابت نہیں ہوگا اور حکومتوں نے اس بارے میں قانون کے ذریعے عام انسدادی اور احتیاطی تدابیر اختیار کر لی ہوں۔ (بحوالہ تفہیم المسائل، ج ۳، ص ۱۸۷-۱۸۹)

میڈیا پر جس انداز سے تشہیر ہو رہی ہے اور جو کمپنیاں یہ تشہیر کر رہی ہیں، اس کے نتیجے میں مذکورہ تمام شرائط اور قدغنیں کالعدم ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ان قدغنوں کا مقصد تو یہ ہے کہ اعضا کے لیے انسانی میت کی چیر پھاڑ اضطراری حالت میں نہایت محدود پیمانے پر ہو لیکن میڈیا کی تشہیر کے نتیجے میں لاشوں کی چیر پھاڑ کا کام بڑے پیمانے پر شروع ہونے کا اور اس کے کاروبار بن جانے کا بھی خطرہ ہے۔ اس لیے اس تشہیر کو روکنا چاہیے تاکہ جو حدیں لگائی گئی ہیں، وہ اپنی جگہ موثر رہیں اور محض اضطراری حالت میں اس ناگوار عمل کا ارتکاب کیا جائے۔ (مولانا عبدالملک)

پلاٹ پر زکوٰۃ

س: ریٹائرمنٹ پر میں نے ساڑھے گیارہ لاکھ روپے کی رقم بینک میں رکھنے کے بجائے اس کا ایک پلاٹ خرید لیا۔ پلاٹ خریدتے وقت پیش نظر یہ تھا کہ:

۱۔ روپے کی قدر کم ہوتی رہتی ہے، جب کہ پلاٹ کی مالیت بڑھنے کی توقع ہے۔ اگر کسی وقت مناسب منافع ملا تو پلاٹ کو بیچا جاسکتا ہے (تاہم دو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود پلاٹ کی قیمت میں اضافہ نہیں ہوا)۔

۲۔ گھریلو اخراجات ماہوار پنشن میں بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات

غیر معمولی اخراجات بھی کرنے پڑ جاتے ہیں، مثلاً کسی بچے کی شادی یا بیماری کی صورت میں۔ کسی بھی صورت میں ضرورت پڑنے پر پلاٹ بیچ کر ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

۳ - اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت پیش نہیں آتی تو پلاٹ پڑا رہے گا اور اولاد کے کام آئے گا۔

میرا سوال یہ ہے کہ: کیا اس پلاٹ کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے؟

۲ - زکوٰۃ واجب ہے تو پلاٹ کی کس وقت کی مالیت پر یا کس حساب سے طے کر دہ مالیت پر؟

۳ - زکوٰۃ واجب ہے لیکن وقت پر ادا گی کے لیے نقد رقم موجود نہیں اور ذاتی ماہوار آمدنی میں سے زکوٰۃ کے لیے رقم نہیں بچتی۔ ایسی صورت میں میرے لیے کیا حکم ہوگا؟
۱ - کیا پلاٹ بیچ دینا چاہیے؟ ب - ایک بیٹے کی کمائی میں یہ گنجائش موجود ہے کہ اس سے میں اپنی زکوٰۃ ادا کر دوں۔ کیا شرعاً میں اس بات کا مکلف ہوں کہ بیٹے کی کمائی سے اپنی زکوٰۃ ادا کر دوں؟

ج: جب آپ نے روپے کو پلاٹ کی شکل میں محفوظ کر لیا ہے اور مقصد اسے فروخت کرنا ہے، منافع کی صورت میں، ہنگامی ضروریات کی صورت میں، یا اسے بچوں کے لیے پس انداز کرنا ہے، جو بھی صورت ہو، زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ پلاٹ کی مارکیٹ کے ریٹ کے مطابق قیمت کا تعین کر کے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ خیال رہے کہ رہائشی ضرورت کے تحت خریدے گئے پلاٹ پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

آپ کے پاس زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے فاضل رقم نہیں ہے، البتہ ایک بیٹے کی کمائی میں گنجائش ہے۔ آپ کا یہ سوال کہ کیا پلاٹ کو فروخت کر دیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ کی صوابدید پر ہے۔ زکوٰۃ تو بہر صورت دینا ہوگی، اس لیے کہ آپ کی ضروریات سے فاضل محفوظ شکل میں برائے فروخت پلاٹ پڑا ہوا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بیٹا رضا کارانہ طور پر اعانت کر دے اور آپ زکوٰۃ ادا کر دیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جب پلاٹ فروخت ہو تو اس

وقت سارے عرصے کی زکوٰۃ ادا کر دیں، واللہ اعلم۔ (ع-م)
